مکتوبات امام ربانی

اردو

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

مولانا محمد سعید احمد نقشبندی

مدینہ پبلشنگ کمپنی
بندر روڈ
کراچی

صُحُفٌ مُطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

للہ الحمد بر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

اُردو ترجمہ

مکتوباتِ امامِ ربانیؒ

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

دفتر سوم — حصہ اول

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:

مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ، کراچی

طبع اوّل ـــــــ آفسٹ ایڈیشن ـــــــ ۱۹۶۲ء

طابع و ناشر ـــــــ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ۔ کراچی

مطبع ـــــــ مشہور آفسٹ پریس کراچی

تعداد ـــــــ دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت ـــــــ حصہ ہفتم۔ ہشتم۔ نہم مجلد مع پلاسٹک کور

ملنے کا پتہ:۔

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ۔ لاہور

اور اس سیاہی کا پلہ وزنی ہو جائے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

یہ سیاہی اور یہ سیاہ روئی ان کی عزت اور سرخ روئی کا باعث ہو گئی اور ان کے مرتبہ کو پستی سے بلندی تک پہنچا دیا۔ ان سے

بتاریکی درون آب حیات است[1]

ایک شاعر کہتا ہے۔

غلام خویشتنم خواند لالہ رخسارے
سیاہ روئی من کرد عاقبت کارے[2]

اگرچہ یہ کمترین اس لائق نہیں ہے کہ اپنے آپ کو دعا کے لشکر میں شمار کرے لیکن صرف اسم فقر اور قبولیت دعا کے احتمال کی وجہ سے اپنے آپ کو دولت قاہرہ کی دعا سے فارغ نہیں رکھتا۔ اور حال و قال کی زبان سے دعا اور فاتحہ سلامت میں رطب اللسان رہتا ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے قبول کر لے یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

مکتوب نمبر ۹۸

مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید مد ظلہ العالی کی طرف صادر فرمایا

(اللہ تعالیٰ کی اقربیت کے راز اور اس بات کے بیان میں کہ کنہ ذات کا انکشاف علم حضوری سے ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ کی اقربیت کا معاملہ علم حضوری سے وابستہ ہے جو کہ اصل معلوم سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ مذکور میں سے کسی صورت اور معلوم کے ظلال میں سے کسی ظل سے کہ وہ علم حصولی کا حصہ ہے پس علم حصولی اصل میں نفس شے کا علم نہیں ہوتا بلکہ اس شے کی صورتوں میں سے کسی صورت کا علم ہوتا ہے۔ اور اس شے کے نفس کی نسبت سے جہل ثابت ہوتا ہے۔

---

[1] کہ آب حیات تاریکی کے اندر ہے۔

[2] ایک لالہ رخسار نے مجھے اپنا غلام کہا، میری سیاہ روئی نے آخر کوئی کام کیا۔

سبحان اللہ! کسی شے سے جہالت کو علم شے سمجھ لیا جائے اور وہ ممنوع ہے اور عینیت کا دعویٰ نہیں سنا جا سکتا۔ کیونکہ شے اور صورتِ شے ایک دوسرے کے ساتھ دوئی کی نسبت رکھتے ہیں، اور جہاں دوئی کی نسبت ثابت ہے وہاں تغیر لازم ہے۔ "دو چیزیں آپس میں متغایر ہوتی ہیں" ارباب معقول کا مقررہ قضیہ ہے۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی صورت کا علم کس طرح کسی شے کے اصلی علم کو مستلزم ہو سکتا ہے کہ شے کی صورت شے کا ظاہر وجود ہے۔ جس نے آئینے کے احکام کا لباس اوڑھ کر ظہور پیدا کیا ہے اور شے میں بہت سے اسرار و حقائق ہوتے ہیں جن کا صورت میں کوئی نام و نشاں نہیں ہوتا۔ ؎

گر مصور صورتِ آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید[1]

کاش ظاہر شے پوری طرح صورت میں ظاہر ہوتا اور باطن موقوف رہتا جب کہ ظاہر شے علم محل اور آئینہ کی مشابہت اختیار کر کے صورت شے کو ظاہر کرتی ہے۔ تو یقین ہے کہ ظاہر بھی خالص کر کے نہیں دکھاتی۔ بلکہ ایک دوسری ہیئت پیدا کرتی ہے۔ پس جس طرح صورت باطن شے سے محروم ہے۔ ظاہر شے سے بھی محروم ہے تو لازماً اس صورت کا علم اس شے کے حقیقی علم کو مستلزم نہیں ہو گا۔

مختصر یہ کہ معلوم اصل میں وہ ہے جو کہ کاتن کے ذہن میں ہے اور ذہن میں چونکہ کاتن کی صورت ہے تو معلوم بھی وہی صورت ہو گی اور صورت کو جب کہ کسی شے کے ساتھ نسبت تغایر پیدا ہوئی۔ تو صورت کا علم کسی شے کے حقیقی علم کو مستلزم نہ ہوا۔

علم حضوری وہ ہے کہ قوت مدرکہ نزدیک اس جگہ نفس شے ہے اور ظل اور صورت درمیان میں حائل نہیں ہے۔ پس اس علم میں معلوم نفس شے ہوتی ہے نہ کہ اس شے کی صورتوں میں سے کوئی صورت پس علم حضوری اشرف ہوتا ہے بلکہ وہی علم ہوتا ہے اور بس اور اس علم کے ماسوا جو کہ علم حصولی ہے جہل ہے۔ جو کہ علم کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ جہل مرکب ہے کہ اپنے جہل کو علم سمجھتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ وہ نہیں جانتا۔ پس علم حصولی کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں راہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اس علم سے معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ یہ علم اصل میں معلوم کی صورت کا علم ہے نہ کہ نفس معلوم کا علم جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور صورت کو اللہ تعالیٰ کی

---

[1] اگر کوئی مصور اس محبوب کی تصویر کھینچنا چاہے تو میں حیران ہوں کہ اس کے ناز و ادا کو کیسے ظاہر کرے گا۔ ۱۲

بارگاہ میں کوئی راہ نہیں ہے تاکہ صورت کے علم کو اصل صورت کا علم کہا جائے۔

اگرچہ بعض صوفیاء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں ہے لیکن مثال ہے۔ لیکن یہ صورت مثالی اگر ثابت ہو جائے تو ذہنی صورت کے علاوہ ہے کہ جو علم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ عالم مثال میں جو کہ فراخ ترین مخلوقات ہے کاش کی صورت ہو اور ذہن میں ثابت نہ ہو۔

حدیث قدسی

لَا يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدِيْ الْمُؤْمِنِ	(میرے آسمانوں اور میری زمینوں میں میری گنجائش نہیں ہے لیکن میری گنجائش میرے مومن بندے کے دل میں ہے)

بندۂ مومن کے دل سے مخصوص ہے کہ اس کا معاملہ تمام لوگوں سے علیحدہ ہے کہ وہ فنا اور بقا سے مشرف ہوا ہے اور حصول سے آزاد ہو کر حضور سے مل چکا ہے۔ اس جگہ اگر کوئی گنجائش ہے تو باعتبار حضور ہے نہ باعتبار حصول ہے

درکدام آئینہ در آید او[1]

جاننا چاہیے کہ علم حضوری میں عالم اور معلوم کا اتحاد ہے پس اس علم کا زوال اس عالم سے جائز نہیں ہے کہ معلوم اس کا نفس ہے جو کہ اس سے جدا نہیں ہے بلکہ علم بھی اس جگہ عین عالم ہے۔ اور عین معلوم ہے پس اس جگہ علیحدگی کی گنجائش کہاں ہے۔ جاننا چاہیے کہ علم حضوری میں چونکہ معلوم نفس شے ہے نہ کہ اس کی صورت تو لازماً اس جگہ معلوم جس طرح ہے اسی طرح منکشف ہوتا ہے اور اسی طرح علم میں آتا ہے اور اپنی کنہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی کنہ اس کے نفس سے عبارت ہے اور جب تمام وجوہ و اعتبارات ساقط ہو گئے اور نفس ذات رہ گئی جو کہ مدرکہ میں حاضر ہے۔ تو اس کی کنہ معلوم ہو گئی۔ برخلاف علم حصولی کے کہ اس جگہ معلوم کسی شے کے وجوہ و اعتبارات ہیں جو کہ شے کی صُوَر اور مثال ہیں نہ کہ نفس شے جیسا کہ گزرا پس اس جگہ معلوم ذات شے نہیں ہوتی اور شے کنہ سے معلوم نہیں ہوتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم حصولی میں شے کا انکشاف بھی ہوتا ہے اور شے کا ادراک بھی اور علم حضوری میں شے کا انکشاف تو ہے لیکن شے کا ادراک نہیں ہے۔ پس معلوم کی کنہ تو منکشف ہو گی لیکن مدرک نہ ہو گی۔

---

[1] وہ کون سے آئینہ میں سما سکتا ہے۔